فلاں شخص نے خراب کیا تھا، تاہم اس کی وجہ سے یہ تو ہو جائے گا کہ گمراہ کرنے والوں کی سزا دگنی ہو جائے لیکن اتنی سی بات سے وہ خود چھوٹ جائیں مشکل ہے۔ اس لیے لوگوں کو یہ بات دل سے نکال دینی چاہیے کہ کل وہ یہ کہہ کر نجات پا جائیں گے کہ ہم نے غلط کام خود تھوڑا کیا تھا ہمیں تو فلاں نے ہی گمراہ اور استعمال کیا تھا۔ کیونکہ خدا نے عقل بھی دی تھی جس کی وجہ سے وہ اپنے نفع و نقصان کے لیے خوب سوچ کر قدم اٹھاتے رہے تھے۔ یہاں آخر کیوں نہ سوچا کہ جس طرف فلاں بلا رہا ہے، اس کا آخر انجام کیا ہوگا؟ بہرحال یہاں عوام کی کوئی معذرت قبول نہیں ہوگی۔ اس لیے کسی کے پیچھے ہو لینے سے پہلے اپنا نفع و نقصان سوچ لیجیے! کل یہ نہ کہنا کہ ہم اندھیرے میں رہے!

بیاد ۹ اپریل ۱۹۷۷ء

لہو لاہور کا

یہ نظم ہمیں ۹ اپریل ۱۹۷۷ء کے "سانحہ عظیم" پر موصول ہوئی تھی لیکن اُن دنوں صحافت پر قدغنیں تھیں
اب چونکہ ایسی ناروا پابندیوں کے تیور بدلے ہیں لہٰذا ماہ اپریل کے انہی دنوں شائع کی جا رہی ہے (مدیر)

کس ستم پیشہ نے یوں مانگا لہو لاہور کا
ہر گلی کوچے سے کھنچ آیا لہو لاہور کا

غرقِ سیلِ خوں ہوئی ہے ہر در و دیوارِ شہر
بہہ رہا ہے صورتِ دریا، لہو لاہور کا

قلعہ لاہور تک آتا رہا راوی کبھی
مسجدِ شہدا تلک پہنچا، لہو لاہور کا

نعرۂ اللہ اکبر پر لٹا دی کائنات
یوں شہادت کے لیے تڑپا، لہو لاہور کا

جاں سپاری کی تمنا نے دیا اس کو دوام
عشق کی راہوں سے جب گزرا لہو لاہور کا

کہسار و وادی و صحرا ہوئے خونیں کفن
اب نہیں میدان میں تنہا، لہو لاہور کا

مولدِ اقبال میں بھی، شہرِ ذکریا میں بھی
قریہ قریہ موجزن پایا، لہو لاہور کا

بے نیازِ ساحل و گرداب و طوفاں جب ہوا
سندھ کی موجوں سے جا لپٹا، لہو لاہور کا

خونِ آشفتہ ہوئی ہے سرزمیں تہران کی
پنج ند تک رہ نہ سکتا تھا، لہو لاہور کا

حیدرآباد و کراچی، سکھر و نواب شاہ
کر گیا ایک ایک کو زندہ، لہو لاہور کا

سامری فن شعبدہ گر اس سے بچ سکتا نہیں
بن کے سیلِ بے اماں امڈا، لہو لاہور کا

رائیگاں نہ جاتے دیکھا خونِ اہلِ علم دیں
دستِ استبداد توڑے گا، لہو لاہور کا